3904
۲/۱۹

مفتیانِ دین، شرعِ متین! چند مسائل کے بارے میں آپ حضرات کی رہنمائی درکار ہے، ہمارے یہاں مدرسہ للبنات یعنی لڑکیوں کے لئے قائم شدہ دینی تعلیمی اداروں میں درج ذیل اُمور سرانجام دیئے جاتے ہیں:

(الف)۔۔۔ رمضان المبارک میں خواتین کے لئے باجماعت نمازِ تراویح کا اہتمام کیا جاتا ہے، جس کی امامت مرد حافظ کرتا ہے اور عورتیں اپنے گھروں سے جماعت نمازِ تراویح کی ادائیگی کے لئے مدرسہ جاتی ہیں۔

(ب)۔۔۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں عورتوں کے لئے مدرسہ میں اعتکاف کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے، اور عورتیں اپنے گھروں کو چھوڑ کر مدرسہ میں اعتکاف کرتیں ہیں۔

(ج)۔۔۔ نفلی عبادات جیسے نصف شعبان کی رات (شب براءت) میں عورتوں مدرسہ میں جمع ہو کر انفرادی اور اجتماعی عبادات کرتیں ہیں، جس میں اتنی بلند آواز میں نعت خوانی کی جاتی ہے کہ ارد گرد کے رہائشی اور راہ گیر بھی سنتے ہیں۔

(د)۔۔۔ عورتوں کے لئے باجماعت صلوۃ التسبیح اور اجتماعی محفلِ ذکر کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا اُمور کے لیے عورتوں کو باقاعدہ ترغیب/دعوت دی جاتی ہے، اور عمل نہ کرنے والی خواتین سے ناراضگی کا اظہار کیا جاتا ہے، نیز خواتین آنے جانے کے دوران شرعی پردے کا اہتمام بھی نہیں کرتیں۔

امورِ بالا کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل سوالات کے واضح جوابات مطلوب ہیں:

(1)۔۔۔ عورتوں کا مسجد میں باجماعت فرض نماز اور تراویح کے لیے جانے کا کیا حکم ہے؟

(2)۔۔۔ عورتوں کا بنات کے مدرسہ میں باجماعت تراویح ادا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

(3)۔۔۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں عورتوں کا مسجد میں اعتکاف کرنے کا کیا حکم ہے؟

(4)۔۔۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں عورتوں کا بنات کے مدرسہ میں اعتکاف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جاری ہے۔۔۔

(5)۔۔۔ نفلی عبادات خصوصاً شبِ براءت میں خواتین کا انفرادی، اجتماعی عبادت کے لیے مدرسہ جانے کا کیا حکم ہے؟

(6)۔۔۔ عورتوں کا بلند آواز میں نعت خوانی کرنے کا کیا حکم ہے؟

(7)۔۔۔ عورتوں کے لئے باجماعت صلوۃ التسبیح اور اجتماعی محفل ذکر کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

علاوہ ازیں مذکورہ بالا سوالات سے ہٹ کر میرا ایک سوال یہ ہے کہ:

(8)۔۔۔ وضو کا پانی صاف کرنا چاہیے یا اسے جسم پر سوکھنے دینا چاہیے؟

درخواست گزار

نام: محمد عبدالرحمن

پتا: میانوالی، پنجاب

رابطہ نمبر: 03016346484

دار الافتاء

(جوابات منسلکہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجـــواب حــامـــــــدًا ومُصلّيـــًا

﴿۱﴾۔۔۔خواتین کے لیے فرض نماز اور تراویح کے لیے مردوں کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد جانا شرعاً درست نہیں، بلکہ خواتین کے لیے اُن کے گھروں کی اَندرونی کوٹھڑی میں نماز پڑھنے کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کے مقابلے میں بہتر قرار دیا گیا ہے، چنانچہ اُمُّ المؤمنین حضرتِ اُمّ سلمہ - رضی اللہ عنہا - سے روایت ہے کہ:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، زَوْجِ النَّبِيِّ - ﷺ - عَنِ النَّبِيِّ - ﷺ -: «خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوتِهِنَّ». («المستدرك على الصحيحين» - كتاب الإمامة وصلاة الجماعة - خير مساجد النساء قعر بيوتهن. رقم الحديث: ٧٦١)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کی سب سے بہترین مسجد ان کے گھر کا اندرونی حصہ ہے۔

﴿۲﴾۔۔۔خواتین کی جماعت کے بارے میں اصل حکم یہی ہے کہ تنہا خواتین کی جماعت شرعاً مکروہِ تحریمی اور ناجائز ہے، اگرچہ تراویح کی جماعت ہو؛ اس لیے عورتوں کو فرائض کی طرح تراویح اور وتر کی نماز بھی بغیر جماعت کے الگ الگ پڑھنی چاہیئے، یہی طریقہ شریعت کے مطابق ہے، تاہم اگر کوئی عورت حافظہ ہو اور اس کے لیے تراویح میں سنائے بغیر قرآنِ مجید یاد رکھنا مشکل ہو، توچونکہ قرآن پاک کو بھلا دینا بڑا گناہ ہے؛ ~~اس لیے~~ اِس گناہ سے بچنے اور قرآنِ مجید کو یاد رکھنے کی غرض سے مفتیٔ اَعظم پاکستان حضرتِ اَقدس مفتی محمد شفیع - نوَّر اللہ مرقدہٗ - حافظہ عورت کے لیے بلا تداعی (بغیر اعلان کے) صرف گھر کی خواتین کو باجماعت تراویح پڑھانے کی اس شرط کے ساتھ اجازت دیا کرتے تھے کہ حافظہ عورت کی آواز گھر سے باہر نہ جائے، اور تداعی سے پرہیز کیا جائے۔ تداعی سے پرہیز کا مطلب یہ ہے کہ:

﴿الف﴾۔۔۔اس کے لیے باقاعدہ اہتمام کر کے خواتین کو نہ بلایا جائے۔

﴿ب﴾۔۔۔اگرچہ اہتمام سے خواتین کو نہ بلایا جائے، لیکن اقتداء کرنے والی خواتین گھر کی ہوں، باہر سے آکر شریک نہ ہوں۔

لہٰذا جہاں تک ہو سکے حافظہ عورت کو بھی تراویح کی جماعت سے پرہیز کرنا چاہیئے، البتہ بوقتِ ضرورت درج بالا شرائط کے ساتھ وہ مذکورہ گنجائش پر عمل کر سکتی ہے، البتہ عورت کے امام ہونے کی حالت میں حافظہ

دار الافتاء

جاری ہے۔۔۔

CamScanner

عورت صف کے درمیان میں کھڑی ہوگی، مردوں کے امام کی طرح آگے کھڑی نہیں ہوگی۔﴿ماخذہٗ التبویب: ۸۲۵/۱۰﴾

لمـــا جـــاء في «الدُّرّ المختار»: ۱/ ۵٦۵، مـــا نصُّـــهُ:

(و) يكره تحريما (جماعة النساء) ولو التراويح ... (فإنْ فعلن تقف الإمام وسطهن) فلو قدمت أثمت.

وقال "العـــلّامة ابن عـــابدين" تحت (قوله: ويكره تحريمًا) صرح به في «الفتح» و«البحر»، (قوله: ولو في التراويح) أفاد أنَّ الكراهة في كلِّ ما تشرع فيه جماعة الرجال فرضـًا أو نفلًا. ... (قوله: فلو تَقَدَّمَتْ) أَثِمَتْ. أفاد أنَّ وقوفها وسطهن واجبٌ، كما صرّح به في «الفتح»، وأن الصلاة صحيحة، وأنَّها إذا توسطت لا تزول الكراهة، وإنما أرشدوا إلى التوسُّط؛ لأنَّه أقلُّ كراهيَّة من التقدُّم كما في «السِّراج».

﴿۳﴾۔۔۔عورتوں کے لیے مسجد میں اعتکاف کی شرعاً اجازت نہیں، البتہ اپنے گھر میں اگر پہلے سے کوئی جگہ نماز کے لیے مخصوص ہے، تو اُس جگہ، ورنہ کوئی جگہ مخصوص کرکے اعتکاف کرسکتی ہیں۔

﴿۴﴾۔۔۔عورتوں کے لیے اعتکاف میں شرکت کے لیے اپنے گھر سے مدرسہ جانا شرعاً درست نہیں۔

﴿۵﴾۔۔۔نفلی عبادت کے لیے بھی گھر سے مدرسہ جانا جائز نہیں۔

﴿٦﴾۔۔۔عورتوں کا بلند آواز سے اِس طرح نعت خوانی کرنا کہ جس سے اُن کی آواز غیر محرم تک پہنچے درست نہیں، اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

﴿۷﴾۔۔۔صلوٰۃ التسبیح نفل نماز ہے، اور نفل نماز کی جماعت جائز نہیں، اور اجتماعی ذکر کے لیے بھی عورت کا گھر سے نکلنا جائز نہیں۔

لمـــا جـــاء في «الدُّرّ المختار»: ۱/ ۵٦٦، مـــا نصُّـــهُ:

(ويكره حضورهنَّ الجماعة) ولو لجمعةٍ وعيدٍ ووعظٍ (مطلقـــًا) ولو عجوزًا ليلاً (على المذهب) المفتى به لفساد الزمان، واستثنى "الكمال" بحثًا العجائزَ المتفانية.

وقال "العـــلّامة ابن عـــابدين" تحت (قوله: ولو عجوزا ليلا) بيانٌ للإطلاق: أي: شابَّةً أو عجوزًا نهارا أو ليلا. (قوله: على المذهب المفتى به) أي: مذهب المتأخرين. قال في «البحر»: ((وقد يقال: هذه الفتوى التي اعتمدها المتأخرون مخالفةٌ لمذهب "الإمام" وصاحبيه، فإنَّهم نقلوا أنَّ

دار الافتاء

جاری ہے۔۔۔

CamScanner

الشابَّة تمنع مطلقا اتفاقا. وأمَّــا العجوز فلها حضور الجماعة عند "الإمام" إلَّا في الظهر والعصر والجمعة، أي: وعندهما مطلقا، فالإفتاءُ بمنع العجائز في الكلِّ مخالفٌ للكلِّ، فالاعتماد على مذهب الإمام)) اهـ.

قال في «النهر»: ((وفيه نظر، بل هو مأخوذ من قول "الإمام" وذلك أنه إنما منعها لقيام الحامل وهو فرط الشهوة بناءً على أن الفَسَقة لا ينتشرون في المغرب؛ لأنَّهم بالطعام مشغولون وفي الفجر والعشاء نائمون؛ فإذا فرض انتشارهم في هذه الأوقات لغلبة فسقهم كما في زماننا بل تحرِّيهم إيَّاها كان المنع فيها أظهرَ من الظُّهر)) اهـ.

قلت: ولا يخفى ما فيه من التورية اللطيفة. وقال "الشيخ إسماعيل": ((وهو كلام حسن إلى الغاية)). (قوله: واستثنى "الكمال" إلخ) أي: مما أفتى به المتأخرون لعدم العلة السابقة فيبقى الحكم فيه على قول "الإمام"، فافهم

وقال "العــــلَّامة عبدالقـــــادر الرَّافعيُّ الفـــاروقيُّ" في «التحرير المختار لردِّ المحتار»:

(قول "الشارح": واستثنى "الكمال" بحثًا العجائزَ) لكنَّ مَنْ أطلق قال: لكلِّ ساقطةٍ لاقطةٌ، وإذا كانت الفُسَّاق تتبعُ البهائمَ والموتى في القبور فلأنْ تتبعَ العجائزَ المتفانية أولى، فكلٌّ تكلَّم على حسب حاله وما يشاهد في أهل عصره، ومَن اتَّسعَ اطِّلاعُهُ مَنَعَ الكلَّ، وهو الصَّواب، ويشهد له حديثُ "عائشة" – رضي الله تعالى عنها – حيث قالت: «لو رأى رسول الله – ﷺ – ما أحدث النساء لمنعهنَّ المساجدَ)) ولم تُفصِّل»، اهـ "رحمتي".

﴿۸﴾۔۔۔وضو کے بعد اعضاءِ وضو کو کسی کپڑے یا تولیہ وغیرہ سے صاف اور خشک کرنا فی نفسہ جائز ہے، لازم نہیں۔

لمـــا جاء في «الجامع» لـــــ"الإمـــــام الترمذيّ" – أبواب الطهارة عن رسول الله – ﷺ – بَابُ الْمِنْدِيلِ بَعْدَ الْوُضُوءِ – ۱/۹۸، رقم الحديث: ۵۵، مــــا نصُّـــــهُ:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: «كَانَ لِرَسُولِ اللهِ – ﷺ – خِرْقَةٌ يُنَشِّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوءِ».

وله شواهد من حديث معاذ بن جبل، وحديث سلمان الفارسي، وحديث علقمة بن قيس النخعي، وحديث عبد الله بن الحارث بن نوفل، وحديث

جاری ہے۔۔۔

عبد الله بن يعلى بن مرة الثقفي، وحديث عثمان بن عفان، وحديث مسروق بن الأجدع، وحديث الحسن البصري، وحديث محمد بن سيرين، وحديث عوف بن مالك بن نضلة الجشمي، وحديث الربيع بن عميلة الفزاري، وحديث أنس بن مالك، وحديث سعيد بن جبير الأسدي، وحديث الشعبي، وحديث عبد الله بن عمر بن الخطاب، وحديث الأسود بن يزيد النخعي، وحديث الزهري، وحديث حماد بن أبي سليمان، وحديث قتادة بن دعامة، وحديث ميمون بن مهران الرقي، وحديث أبي بكر الصديق.

وفي «التبيين»: (١/ ٧)، ما نصُّه:

ولا بأس بالتمسح بالمنديل بعد الوضوء، روي ذلك عن عثمان وأنس ومسروق والحسن بن عليّ.

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح

بندہ محمد عبدالمنان عفی عنہ

نائب مفتی دارالافتاء، جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴/ جمادیٰ الآخرۃ/ ۱۴۴۵ھ

۲۸/ دسمبر/ ۲۰۲۳ء

الجواب صحیح

شاہ محمد تفضل علی

۱۴/ ۶/ ۱۴۴۵ھ

محمد آصف جھنگوی عفی عنہ

دارالافتاء، جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴/ جمادیٰ الآخرۃ/ ۱۴۴۵ھ

۲۸/ دسمبر/ ۲۰۲۳ء

الجواب صحیح

دارالافتاء، جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴/ جمادیٰ الآخرۃ/ ۱۴۴۵ھ

۲۸/ دسمبر/ ۲۰۲۳ء

الجواب صحیح

دارالافتاء، جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴/ جمادیٰ الآخرۃ/ ۱۴۴۵ھ

۲۸/ دسمبر/ ۲۰۲۳ء

دارالافتاء

فتویٰ نمبر ۲۵۵۳/۰۱

۱۴۴۵/۶/۱۴

۲۰۲۳/۱۲/۳۱